# نیکی پھیلانا اور بدی کو مٹانا

مدرس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ ؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺ یَقُوْلُ :
((مَنْ رَاٰی مِنْکُمْ مُنْکَرًا فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ ، فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ ، فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ)) [رواہ مسلم]

حضرت ابوسعید خدری ؓ سے روایت ہے' وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ''تم میں سے جو شخص برائی دیکھے اسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے اسے روک دے' اور اگر وہ ایسا نہ کر سکے تو زبان سے اسے روک دے اور اگر اس کی بھی ہمت نہ ہو تو اپنے دل سے اسے برا جانے۔ اور یہ کمزور ترین ایمان ہے''۔

رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے ظاہر ہے کہ ہر مسلمان اسلام کا مبلغ ہے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ خود اسلامی تعلیمات پر عمل کرے اور دوسروں کو اس کی دعوت دے۔ اس کام میں کوتاہی کسی مسلمان کے شایانِ شان نہیں۔ صرف یہی نہیں بلکہ دوسروں کو برائی سے روکنا بھی اُس کے فرائض میں شامل ہے۔ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ اگر تم میں سے کوئی برائی ہوتے دیکھے تو اسے چاہیے کہ وہ اسے ہاتھ سے روکے۔ یعنی اس برائی کو ختم کرنے اور روکنے کے لئے اپنی طاقت' قوت اور استعداد کو بروئے کار لائے۔ برائی کو پھلتے پھولتے دیکھنا گوارا نہ کرے بلکہ خطرات کی پروا نہ کرتے ہوئے اس برائی کے راستہ کی رکاوٹ بن جائے۔ چونکہ ہر کسی میں اتنی جرأت اور ہمت نہیں ہوتی کہ وہ خطرے کا مقابلہ کر سکے یا ردّعمل میں ہونے والے نقصان کو برداشت کر سکے تو ایسے شخص کے لئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ برائی ہوتے دیکھے تو اسے زبان سے روکے۔ یعنی برائی کو روکنے کے لئے زبان استعمال کرے۔ برائی کرنے والوں کو سمجھائے' نصیحت کرے' خدا کا خوف دلائے' نیز اس برائی پر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناپسندیدگی واضح کرے۔

زبان سے روکنے کا دوسرا انداز قلم کا استعمال بھی ہے کہ برائی کے خلاف مضامین لکھے جائیں اور بروں کو اس برائی کے انجامِ بد سے خبردار کیا جائے۔ بعض اوقات اس راستے میں

بھی خطرات کا اندیشہ ہوتا ہے۔ برے لوگ اپنے خلاف قلم اور زبان کے استعمال کو بھی برداشت نہیں کرتے اور وہ منع کرنے والوں کے لئے طرح طرح کے منفی ہتھکنڈے استعمال کرنے سے گریز نہیں کرتے۔ اس لیے کچھ لوگ زبان اور قلم کے ذریعے بھی برائی کے راستے میں رکاوٹ بننے سے گھبراتے ہیں۔ ہاں وہ اُس برائی کے خلاف نفرت کے جذبات ضرور رکھتے ہیں' دل میں اُس برائی کے مٹ جانے کی تمنا کرتے ہیں' اُن لوگوں کی تحسین کرتے ہیں جو ہاتھ اور زبان سے برائی کو روکنے میں اپنا کردار ادا کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے بارے میں آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ وہ کمزور ترین ایمان والے ہیں۔

مسلم شریف ہی کی ایک دوسری حدیث میں برائی کو فروغ دینے والوں کا ذکر کر کے آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص ان لوگوں کے ساتھ اپنے ہاتھ سے جہاد کرے گا وہ مؤمن ہے' اور جو اپنی زبان سے ان کے خلاف جدوجہد کرے گا وہ بھی مؤمن ہے اور جو اپنے دل سے اُن کے ساتھ جہاد کرے گا وہ بھی مؤمن ہے۔ اور اس کے بعد تو ایمان رائی کے دانے کے برابر بھی نہیں''۔ یعنی ایسے لوگ جن کے دلوں میں برائی دیکھ کر نفرت اور بیزاری کے جذبات پیدا نہیں ہوتے اُن کے اندر تو ایمان رائی کے دانے کے برابر بھی نہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو معاشرے کے اندر برائیاں دیکھتے ہیں مگر نہ اُن کے خلاف طاقت استعمال کرتے ہیں نہ زبان۔ اگرچہ وہ خود اُن برائیوں کا ارتکاب نہیں کر رہے ہوتے مگر برائیوں کی اشاعت کی طرف سے آنکھیں بند کیے گوشۂ عافیت میں پڑے رہتے ہیں اور برائیوں کا ارتکاب کرنے والوں کے خلاف کسی طرح کا ردّعمل ظاہر نہیں کرتے' بلکہ اُن کے ساتھ ہم پیالہ و ہم نوالہ رہتے ہیں۔ ایسے لوگ حقیقی ایمان سے تہی دامن ہیں کہ منکرات کی ترویج واشاعت سے ان کی پیشانی پر بل تک نہیں پڑتا۔

یوں اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ معاشرے کے اندر پیدا ہونے والے منکرات کے خلاف پسندیدہ ترین ردّعمل یہ ہے کہ طاقت کے ذریعے اُن کے سامنے دیوار کھڑی کر دی جائے۔ اس سے کم تر درجہ یہ ہے کہ زبان اور قلم کے ذریعہ اس برائی کے خلاف جدوجہد کی جائے اور کمزور ترین رویہ جو کمزور ترین ایمان کی نشاندہی کرتا ہے' یہ ہے کہ اس برائی کو دل سے برا جانا جائے۔ اور اگر یہ جذبہ بھی نہیں تو پھر رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔

اگر برائی کا راستہ نہ روکا جائے تو برائی بڑھتی جائے گی اور معاشرہ تباہی کی طرف چلتا جائے گا۔ اور یہ کسی مسلمان کے لیے گوارا نہیں کہ منکرات فروغ پائیں۔ مسلمان تو رسول

اللہ ﷺ کے مشن کی تکمیل کے ذمہ دار ہیں۔ وہ تو معروف کو پھیلائیں گے اور منکرات کو مٹائیں گے۔اور اگر وہ یہ کام نہیں کر رہے تو مؤمن کیسے ہوئے! امر بالمعروف اور نہی عن المنکر یعنی نیکیوں کو فروغ دینا اور برائیوں کا قلع قمع کرنا تو ہر مسلمان کے فرائض میں شامل ہے۔اس میں کوتاہی کیسے قابل برداشت ہوسکتی ہے! سورۃ المائدۃ میں ہے کہ:

﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ۭ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ ۝ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ ۭ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝﴾

"بنی اسرائیل میں سے جن لوگوں نے کفر کی روش اختیار کی ان پر حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ ؑ کی زبان سے لعنت کی گئی۔ یہ اس لیے ہوا کہ وہ نافرمانی کرتے تھے اور حدودِ الٰہی سے تجاوز کرتے تھے (اور ان کا اصل جرم یہ تھا کہ) وہ ایک دوسرے کو شدت کے ساتھ ان برائیوں سے منع نہیں کرتے تھے جن کا وہ ارتکاب کرتے تھے۔ بہت ہی برا طرزِ عمل ہے جس پر وہ کاربند تھے"۔

اس حدیث کی روشنی میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ اوّل تو ہم خود نیک کام کریں' نیکی کو فروغ دیں اور برائیوں اور نافرمانیوں سے بچیں' ساتھ ہی ساتھ برائی کے خلاف حسبِ استطاعت ردِعمل کا اظہار ضرور کریں۔ برائیوں کی اشاعت ہمارے لیے ہرگز گوارا نہ ہو۔ آج بے پردگی' عریانی' فحاشی' بے حیائی' لہو ولعب اور سود جیسی برائیوں کی بڑے پیمانے پر سرپرستی ہو رہی ہے۔ خلافِ سنت کاموں یعنی بدعات کو پھیلانے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنی ہر ممکن صلاحیت کو استعمال کر کے برائیوں کے قلع قمع میں مستعدی دکھائیں اور اللہ کے دین اور شریعت محمدیؐ کے ساتھ استہزاء و تمسخر کو ہرگز برداشت نہ کریں۔ اس وقت ہمارے معاشرے میں سب سے بڑا منکر اسلامی نظام کا عدم نفاذ ہے جس کی وجہ سے عدل وانصاف عنقا ہے۔ جرائم پیشہ لوگوں کو بڑے بڑے جاگیرداروں' سیاسی لیڈروں اور مقتدر شخصیتوں کی آشیر باد حاصل ہے۔ چوروں' ڈاکوؤں' لٹیروں اور دوسرے بڑے بڑے مجرموں کو سزا نہیں ملتی۔ غربت عام ہے اور عوام کی معاشی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ چنانچہ ہماری سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم بھرپور انداز میں نفاذِ اسلام کے لیے کوشش کریں۔ یہ کوشش انفرادی سطح پر بھی ہو اور اجتماعی سطح پر بھی۔ اس سلسلہ میں کسی ایسی غیر سیاسی جماعت میں شامل ہونا بھی ضروری ہے جو غلبۂ دین اور نفاذِ شریعت کے لیے مثبت انداز میں کام کر رہی ہو۔